پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

امریکہ کے روشن خیال ہار گئے

امریکہ کے صدارتی انتخاب پر دنیا کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ بین الاقوامی میڈیا کی تمام تر رونقیں صدارتی انتخاب کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اور بالآخر انتخاب ہو گئے۔ صدر بش چار سال کے عرصہ کے لیے دوبارہ امریکہ کے صدر بن گئے۔ دنیا کے تمام اہم ملکوں کے صدور نے صدر بش کو مبارک کے پیغام بھیجے جن میں ہمارے جنرل مشرف بھی شامل ہیں جو ہمیں دن رات روشن خیالی کا سبق دیتے ہیں اور قوم کو یہ باور کرانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے کہ ہمارے ملک کو معاذ اللہ قدامت پسندوں سے خطرہ ہے مذہبی انتہا پسند ہی پاکستان کے اندر تمام تر خرابیوں کی وجہ ہیں۔ متعصب مسلمان اس دور کے لیے انتہائی ناموزوں ہیں۔ اس لیے انہیں اپنی روش چھوڑنی پڑے گی۔ انہوں نے ہمارے دینی مدارس کو کھنگال ڈالا۔ مسجدوں پر گہری نظر رکھی۔ تعلیمی نصاب تبدیل کئے۔ جہاد کے خلاف تقریریں کیں۔ جہاد کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دیا۔ وانا اپریشن میں وہی طریقے استعمال کیے جو اسرائیل نے فلسطینیوں کو کچلنے کے لیے اختیار کر رکھے ہیں۔ لیکن شومئ قسمت امریکہ کے انتہا پسند، متعصب اور کٹر عیسائیوں کی بے پناہ مدد سے جب امریکہ میں ری پبلک پارٹی کے امیدوار کامیاب ہوئے تو ہمارے جنرل صاحب خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے کہ چار سال کے لیے دنیا کے اندر دہشت گردی کا بازار اور گرم رہے گا اور میں دہشت گردی کے خلاف اپنا وہی طرزِ عمل اختیار کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانے کا فریضہ آسانی سے ادا کرتا رہوں گا۔ کہ دیکھو دنیا کے اندر دہشت گردی انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور ہمارا اپنا ملک بھی دہشت گردی کی زد میں ہے اس لیے وردی والے صدر کی اشد ضرورت ہے تا کہ وہ ملک کے حالات کو قابو میں رکھ سکے۔ گویا ہمارے جنرل صاحب کے اقتدار کو تقویت کا باعث امریکہ کے کٹر اور متعصب عیسائی بنے ہیں۔ جنہوں نے صدر بش کی ظالمانہ سرگرمیوں اور حکمت عملیوں کی تائید کرتے ہوئی انہیں اپنی دہشت گردی کی رفتار کو مزید تیز کرنے کا مینڈیٹ دے دیا ہے۔ اس طرح ہمارے صدر صاحب امریکہ کے متعصب، کٹر بنیاد پرست اور انتہا پسند عیسائیوں کے تو ممنونِ احسان ہیں۔ لیکن پاکستان کے کٹر اور بنیاد پرست مسلمان انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ یہاں پر ہمیں روشن خیالی کا درس دیتے رہتے ہیں اور امریکہ کے روشن خیال لوگوں کی شکست پر خوش و خرم ہیں۔ اس سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے جنرل صاحب نہ ہی تو روشن خیال ہیں اور بنیاد پرستی کا تو ان کے ہاں دور دور تک نشان نہیں۔ وہ فقط اقتدار کے خواہش مند ہیں۔ اور بش کی کامیابی سے انہیں اپنا سیاسی مستقبل چونکہ روشن نظر آتا ہے اس لیے خوش ہیں کہ امریکہ کے روشن خیال لوگ ہار گئے اور متعصب اور انتہا پسند جیت گئے۔

بش کی کامیابی اس بات کی ایک بیّن دلیل ہے کہ امریکہ میں انتہاء پسند، متعصب، اسلام دشمن یہودیوں کے دُم چھلے اور ظلم و ستم کے رسیا لوگوں کی اکثریت ہے اور وہ صدر بش کی ان تمام حکمت عملیوں کی تائید کرتے ہیں جو انہوں نے دنیا کے مسلمان ملکوں کے خلاف اختیار کر رکھی ہیں۔ بات ثابت ہوگئی ہے کوئی مانے یا نہ مانے، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ قرآن کا جو

فیصلہ ہے وہ صحیح تھا' صحیح ہے' صحیح رہے گا۔ کہ یہود ونصاریٰ' مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔ مسلمانوں کی خوشی سے وہ پُر ملال ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے غم پر وہ خوش ہوتے ہیں صدر بش نے اپنے چار سالہ دورِ اقتدار میں جو کچھ کیا۔ اس پر تبصرہ ہم کیا کریں سب کے سامنے ہے' چیچنیا سے لے کر فلسطین تک ایک آگ لگی ہے۔ جس کی تمام تر ذمہ داری صدر بش اور اس کے حمائتی اور حواریوں پر عائد ہوتی ہے۔ طالبان کی جائز حکومت کو جس طرح ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور اس میں ہماری حکومت کا جو کردار رہا ہے اس پر خون کے آنسو ہی بہائے جا سکتے ہیں کہ اس کردار کو کسی طرح پسند نہیں کیا جا سکتا، اتنا گھناؤنا' وحشی تاریک اور مکروہ کردار ہے جس پر ہمارے آنے والی نسلیں بھی ہم پر لعنت بھیجتی رہیں گی۔ اس کے بعد جو کچھ عراق میں بش نے اپنے حواریوں کے ساتھ مل کر کیا۔ اس کے بارے میں بین الاقوامی سطح پر سب سے بڑی تنظیم یو این او کا فتویٰ ہے کہ وہ سب غیر قانونی تھا۔ عراق پر جنگ تھوپنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ غلط مفروضوں بنیاد بنا کر دنیا بھر کے انسانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔ اور اس وقت جو کچھ فلسطین' عراق' افغانستان کے اندر ہو رہا ہے اس کی ذمہ داری امریکہ کی موجودہ حکومت پر عائد ہوتی ہے جس کی تائید میں امریکہ کی اکثریت نے ووٹ دے کر دنیا کے تمام انسانوں کو یہ تاثر دے دیا ہے کہ امریکن قوم مجموعی طور پر واقعی ایک ظالم اور سفاک قوم ہے جس کا تہذیب وتمدن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جو انسان دشمن سرگرمیوں کی دنیا کے اندر ایک منظّم تحریک ہے۔ جس نے ہیروشیما' اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کر لاکھوں انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔ جس نے ویت نام میں لاکھوں انسانوں کو محض اپنی چوہدراہٹ کے نشے میں قتل کیا گیا جس نے طالبان کا قتل عام کیا۔ جو عراق کے اندر انسان کے خون سے ہولی کھیل رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں عراق کے اندر امریکہ کے ان خونخوار بھیڑیوں نے ایک لاکھ عراقیوں کا خون کیا ہے۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات کا تقدس مجروح کیا ہے اور ہر وہ ظلم جو ظالم کے دستِ قدرت میں ہوتا ہے وہ عراقیوں پر روا رکھا ہوا ہے۔ اس انتخاب میں بش کی جیت سے ان ہونے والے مظالم میں مزید تیزی آئے گی۔ جو کچھ اس وقت فلوجہ کے سنی مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے اسے لفظوں میں بیان کرتے ہوئے دل کانپ کانپ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ جاتے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی قیادت کا دعویٰ کرتے ہیں جن کی شکل وصورت تو انسانوں والی ضرور ہے' لیکن جن کے اندر کوئی انسانی خوبی باقی نہیں رہی۔ ان کے منہ کو انسانی خون لگ چکا ہے۔ ان کی فطرت مفتوحُ الخبائث ہے۔ ان کی سرشت شیطان کی وہ سلطنت ہے جہاں انسان دوستی نام کی کوئی خوبی سرے سے موجود ہی نہیں۔ اس سلطنت میں شرافت' شائستگی' ہمدردی' عدل وانصاف' تحمل وبردباری درگزر اور صرف نظر نام کا کوئی وصف باقی نہیں رہا۔ یہ قوم نہیں بلکہ دنیا کے اندر ظلم وستم کی ایک منظّم تحریک ہے۔ یہ انسانیت کی وہ چلتی پھرتی لاش ہے جس میں ظلم وستم کے کیڑے پڑ چکے ہیں اور جس کی سنڈاس سے انسانی روح کو گھن آتی ہے۔

لیکن ہمارے ملک کے مشہور کالم نویس حسن نثار امریکہ کو ایک آئیڈیل معاشرہ قرار دیتے ہوئے ذرا شرمندہ نہیں ہوتے جب حامد میر نے جیو چینل پر امریکہ کے بارے میں ایک سوال کیا تو حسن نثار امریکہ کے حسن پر نثار ہوئے جا رہے تھے۔

جھجھک نام کی کوئی چیز اس وقت ان کے لہجہ میں نہیں تھی وہ امریکہ کو سپر پاور قرار دے کر تلقین کر رہے تھے کہ ہمیں ان کی عظمت کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنی چاہیے۔ گویا امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے بغیر خود اعتمادی کی خوبی سرے سے پیدا نہیں ہوسکتی اس وقت حسن نثار مجھے ایک موسیقار نظر آئے جو بے غیرتی کی دُھن پر دیوّسی کے نغمے قوم کو سنا کر اپنی موسیقاری کی داد وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ایسے راگ الاپ رہے تھے جن کا تیور، سطوت، شوکت سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اس پر انہوں نے مزید ارشاد فرمایا کہ اسلام کا ہر اصول اور اسلام کا ہر وصف امریکی معاشرے کے اندر موجود ہے گویا اسقاطِ حمل کا مسئلہ ہم جنسی کی انجمنیں، عیاشی اور فحاشی کے اڈے، سودی کاروبار کا دھندا، معاشرے کی استحصالی قوتوں کا تانا بانا پھر اگر بجلی بند ہوجائے تو ہزاروں عصمت زاویوں کا بے عصمت ہوجانا یہ سب کچھ ان کے نزدیک وہ اسلامی اوصاف ہیں۔ جن کے بغیر قوموں کے اندر خود اعتمادی پیدا نہیں ہوسکتی، کہہ رہے تھے ان کے خلاف مردہ باد کے نعرے لگانے یا امریکی پرچم جلانے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت! ایسا کرنے سے ظلم کے خلاف احتجاج ہوتا ہے۔ اظہارِ نفرت ہوتا ہے دنیا کے ہر گوشے اور تاریخ کے ہر دور میں ہوتا چلا آیا ہے اور ہوتا رہے گا۔ خیر چھوڑیئے حسن نثار جانے اور امریکہ جانے ہم دونوں سے بے زار ہیں۔ بارش ہو تو مینڈک آہی جاتے ہیں اور مینڈکوں کے ٹرانے سے قوموں کے سنورنے یا پھر بگڑنے کا کیا تعلق؟ ان کے بارے میں مختصراً یہی کہا جاسکتا ہے:

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر ورنہ یوں دوش پہ کاکُل ٹھہرے

یا پھر حسن نثار صاحب کے حُسنِ تکلم کے بارے میں یہ شعر ان کی خدمت عالیہ میں پیش کیا جاسکتا ہے:

آئینہ تیرے حُسن کی کیا خبر دے گا میری غزل میں میرے شیشۂ خیال میں دیکھ

بات تو امریکہ کے اندر بش کے انتخاب کی ہو رہی تھی۔ اس انتخاب میں بش کی کامیابی بنی نوع انسان کے لیے ایک ایسا سانحہ ہے جس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ اب شام، ایران اور سوڈان، امریکی جبر و استبداد کی زد پر ہونگے۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ دنیا کے کسی مسلمان ملک کے اندر اتنی سکت باقی رہ جائے کہ کل کو یہود و نصاریٰ کے لیے خطرہ بن جائیں۔ خصوصیت کے ساتھ وہ اپنے بدمعاش اسرائیل کو ہر طرح سے تحفظ مہیا کرنا چاہتا ہے۔ تاکہ عرب دنیا بالخصوص اور دوسری اقوام کے مسلمانوں پر اس کی بدمعاشی خوف مسلط رہے۔ اس کا علاج صرف اور صرف ایک ہی ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان اپنے ٹوڈی خصلت حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ایک بھرپور تحریک کے ذریعے انہیں سندِ اقتدار سے الگ کردیں۔ یہی وہ حکمران ہیں جو امریکن امیریلزم کے ٹوڈی بن چکے ہیں اور انہی حکمرانوں کیوجہ سے امریکہ جیسی ''ینکی'' قوم دنیا کے اندر مضبوط و مستحکم ہوتی چلی جارہی ہے۔ انہیں نہ اپنی عزت، غیرت کی پروا ہے نہ ہی مسلمانوں کی عزت کا انہیں کوئی احساس، انہیں صرف اور صرف اپنے اقتدار کا حلوہ کھانے سے غرض و غائت ہے۔ اس کے لیے وہ ہر حد پار کر جاتے ہیں، ہمیں ایسی ناخلف قیادت نے ہی ایسے مقام پر پہنچایا ہے کہ جس کے آگے ذلت و رسوائی کی تمام حدیں ختم ہوجاتی ہیں۔